بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

04-02:سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:4-10)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا ۝۴﴾ (النساء:4)

(اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دو پھر اگر وہ خوشی سے تمہیں چھوڑدیں اُس میں سے کچھ (یعنی مہر میں سے) تو اسے مزیدار خوشگوار سمجھ کر کھاؤ)

پچھلے درس میں گزر چکا ہے کہ اُس زمانے میں اسلام سے پہلے دور جاہلیت میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی عورت کو مال ومتاع سمجھا جاتا تھا، وراثت کے مال کے ساتھ عورتوں کو بھی تقسیم کیا جاتا تھا اور یہ کوئی سوچ دور تک بھی موجود نہیں تھی کہ کبھی عورت کا مالی کوئی حق باقی ہوتا ہے مردوں پر۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ واضح پیغام دیا ہے پوری دنیا کو: ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ﴾: اور یہ خاص قسم کے مردوں کے لیے خطاب ہے اور حکم ہے، یہ وہ مرد ہیں جن کا تعلق عورتوں کے نکاح اور بیاہ اور شادی سے ہے یہ دو قسم کے ہیں:

(۱) ایک تو "دُلہا" جو نکاح کر رہا ہے۔

(۲) اور دوسرا "ولی" جو اپنی بیٹی یا منکوحہ کا نکاح کر رہا ہے۔

اب ان دونوں کے لیے حکم ہے اور حکم جو ہوتا ہے فعل اَمر جو ہے وجوب کے لیے ہوتا ہے؛ اب اے مردو! (اب یہ خاص قسم کے مرد مخاطب ہیں) اب تم پر فرض ہے ﴿اٰتُوا النِّسَآءَ﴾: اور ﴿النِّسَآءَ﴾ سے مراد کیا تمام عورتیں یا وہ عورتیں جن کا تعلق نکاح سے ہے یا نکاح کرنا چاہتی ہیں؟ نکاح کرنا چاہتی ہیں (یعنی بیویوں کو، دلہنوں کو جن سے تم نکاح کرنا چاہتے ہو)۔

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ﴾: ان کا مہر۔ مہر کس کا ہے؟ یہ ولی کا نہیں ہے، بھائی کا نہیں ہے، باپ کا نہیں ہے، بیٹے کا نہیں ہے، تو مہر کس کا ہے؟؟ ﴿صَدُقٰتِهِنَّ﴾: اُن کا مہر یعنی عورتوں کا مہر جو ہے (بیویوں کا)۔

﴿نِحْلَةً﴾: ایک لفظ کے تین چار معنی ہیں:

(۱) نِحْلَة: فرض ہے، اب تم پر فرض ہے اے مردو! کہ تم لوگوں نے اپنی بیویوں کو مہر دینا ہے فرض سمجھ کر کوئی احسان نہیں ہے (فرض ہے تم پر)۔

(۲)"عَن طِيبِ نَفسٍ": نِحْلَة: کہ خوشی خوشی دینا ہے سینے میں تنگی محسوس نہیں کرنی بوجھ سمجھ کر نہ دیں۔

(۳)اور تیسرا ہے نِحْلَة: کہ یہ حق تم نے دینا ہے تو تم پر حق ہے (فرض ہے یہ حق ہے بیوی کا اُن حقوق میں سے جو تمہارے اوپر واجب ہیں)۔

اب بیوی کے حقوق کی بات ہو رہی ہے پہلی دفعہ پہلے کوئی حق تھا؟ کوئی نہیں تھا، اب یہ جو فرض ہے یہ حق ہے جو تم نے دینا ہے اور باقی فرائض بھی ہیں اُن میں سے ایک یہ چیز ہے۔

(۴) کیونکہ نِحْلَة عام طور پر ھِبَة کو بھی کہتے ہیں اور عَطِية کو بھی کہتے ہیں عام طور پر لیکن ایسا عَطِية ایسا ھِبَة جو تم پر فرض ہے اور حق ہے۔

﴿فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ﴾: اگر یہ بیویاں جو ہیں اس مہر میں سے خوشی سے کسی چیز سے تنازل کر کے آپ کو دے دیں چھوڑ دیں:

﴿مِّنْهُ﴾: اس مہر میں سے۔

﴿نَفْسًا﴾: اپنی خوشی سے۔

﴿فَكُلُوْهُ﴾: تو پھر کھاؤ۔

﴿هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝۴﴾: "هنيء" کہتے ہیں کھانے کے وقت جب مزہ آتا ہے، "هنيء" عربی زبان میں جب کھانا کھاتے ہیں اُس میں مزہ ہوتا ہے نا تو اُسے "هنيئاً" کہتے ہیں، "مريئاً": کھانے کے بعد جو اُس کا افیکٹ (Effect) آپ کے جسم میں ہوتا ہے ("مريئاً" کھانے کے بعد جب کھانے کے جو فائدے ہوتے ہیں نقصانات جو بھی ہوتے ہیں اُن کا جو اثر ہوتا ہے جسم پر کھانے کے بعد اُس کو مريء کہتے ہیں)۔

تو: ﴿هَنِيْٓـًٔا﴾: مزیدار خوشگوار کھاؤ کب؟ جب بیوی آپ کے لیے کچھ اس میں سے چھوڑ دے۔

اب اجازت کس کی ہو گی؟ مرضی کس کی ہو گی؟ پیسہ کس کا ہے؟ یہ مہر کس کا ہے؟ عورت کا۔

تو مرد کہاں گئے ابھی تک اُن کا زور تھا نازبردستی تھی مسلط تھے؟! اب نہیں!

اب یہ اعلان پوری دنیا میں پھیل گیا ہے جزیرۂ عرب سے شروع ہوا یہ نور دیکھیں پوری دنیا میں جہاں پر عورت کے بارے میں ڈبیٹ (Debate) ہوتی تھی کہ انسان ہے یا حیوان ہے انسان ہے یا شیطان ہے یہ "رجس من الشياطين" ہے (نعوذ باللہ) کہ اس میں انسانی روح ہے یا نہیں ہے اس پر ڈبیٹ (Debate) ہوتی تھی، کہ مال و متاع سے بھی گئی گزری ہے مال سے تو فائدہ ہوتا ہے اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟! اب عورتوں کو دیا جائے گا یہ ﴿صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ اُن کا حق ہے اُن کے ہاتھ میں ہو گا نہ تو باپ کچھ لے گا نہ ولی کچھ لے گا نہ کسی اور کا کوئی حق ہے۔

اس لیے مخاطب کون ہے؟ ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ﴾: میں نے کہا ہے کہ دُلہا اب دے گا پہلے وراثت میں مفت میں ملتی تھی، نہیں ہے! اب اگر تم نے نکاح کرنا ہے اب تمہیں دینا پڑے گا (سبحان اللہ) مہر دینا پڑے گا کچھ بھی ہو اب دینا لازمی ہے (واجب کر دیا ہے)۔

دوسرا جو ہے جس کو دیا ہے اب ولی نے لے لیا ہے (کوئی براہ راست دُلہن تو نہیں لیتی اب ولی نے لے لیا ہے) کیا ولی کا حق ہے اُس میں سے کوئی چیز لے لے؟ اس لیے خطاب کس کے لیے ہے؟ دونوں کے لیے ہے۔

بعض سمجھتے ہیں کہ صرف خاوند کی بات ہو رہی ہے جس نے مہر دینا ہے، نہیں! اس میں ولی بھی شامل ہے، جو پہلے اپنی جو ماتحت اُس کی بیٹی ہے یا اُس کی جو بہن وغیرہ ہے جس کا وہ ولی ہے وہ مال ومتاع کی طرح اُس کو سمجھتا تھا اس بیٹی کا یا اُس کی بہن کا کوئی حق نہیں باقی نہیں ہوتا تھا اگر وہ پیسے بھی لیتا تھا اور بیٹی کو دے دیتا تھا تو خرید وفرخت کے اعتبار سے جیسا کہ بیچا جاتا ہے یہ نکاحِ شغار ہے جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے شخص کرتا ہے کہ وہ اس کا بیٹی یا اُس کی بہن سے نکاح کرے گا اور اس میں کوئی مہر نہیں ہے۔

یہاں پر کیا ہے؟ ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ﴾: بات ہی ختم ہے!

شغار کی کوئی بات باقی بچی ہے جسے ہم وٹہ سٹہ کہتے ہیں عام زبان میں؟ وٹے سٹے کا بھی خاتمہ ہے (آپ کو پتہ ہے کہ وٹہ سٹہ دور جاہلیت میں نکاح ہوتا تھا تو اس کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے اس آیت سے)۔

تو مردوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ مرد جن کا تعلق اس نکاح سے ہے چاہے وہ دُلہا ہو جو شادی کر رہا ہے نکاح کر رہا ہے جس نے مہر دینا ہے چاہے وہ ولی ہو جو اُس سے مہر لے رہا ہے تو اس مہر کا حق ولی کا بالکل نہیں ہے، نہ گھر میں کسی اور کا ہے باپ ہے ماں ہے یعنی دُلہن کے یا اُس کے بھائی ہیں بہنیں ہیں۔

ہاں! اگر وہ خوشی سے دینا چاہے اس مہر میں سے اپنے خاوند کو دُلہا جو ہے اس کو کچھ دینا چاہے یا اپنے والدین کو دینا چاہے اپنے بھائیوں کو دینا چاہے تو خوشی سے اگر وہ دے دیتی ہے تب تو ﴿هَنِيْٓـــًٔا مَّرِيْٓـــًٔا﴾: تم کھاؤ، جو خوشی سے نہیں دیتی زور زبردستی ہے تو نہ توهنيئ ہے نہ مريء ہے ،مزے سے کھا تو لو گے لیکن اس اک اثر اچھا نہیں ہو گا۔

تو ﴿هَنِيْٓـــًٔا مَّرِيْٓـــًٔا﴾ دیکھیں سبحان اللہ کب ہو گا؟ جب اپنی مرضی سے خوشی سے آپ کو دے دے کچھ۔

آپ دیکھیں اُس اندھیرے میں جب یہ روشنی آئی ہے تو کمال ہو گیا کہ نہیں؟! یہ عورت کا مقام ہے دین اسلام میں (سبحان اللہ)۔

آگے دیکھیں ذرا کہ بات اب لینے کی دینے کی پیسے کی بات ہو رہی ہے نا اب ایک اور مسئلہ بھی ہے وہ کیا ہے اب سنیں ذرا:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ﴾ (النساء:5)

(اور بے عقلوں کو بیو قوفوں کو اپنا مال مت دو)

ابھی مال دینے کی بات ہوئی ہے اب مال نہ دینے کی بات ہو رہی ہے حسن انداز دیکھیں (سبحان اللہ)، اب یہ پتہ چلا گیا ہے کہ ہم نے دینا ہے چلو دے دیا ہے اب ہمارے اوپر کچھ ایسی چیز ہے جو ہمیں نہیں دینی ہے، مال نہیں دینا ہے اب۔

کس کو نہیں دینا ہے ﴿وَلَا تُؤْتُوا﴾ اور مت دو ﴿السُّفَهَآءَ﴾ بیو قوف؟ کون ہیں؟ اب یہ تین قسم کے لوگ ہیں ابھی بتاتا ہوں۔

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ﴾: اپنا مال مت دو۔

﴿الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا﴾: وہ مال جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سہارا بنایا ہے (دنیا کا سہارا رہن سہن کے لیے گزران کے لیے ایک ذریعہ ہے)۔

﴿وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا﴾: اور اُنہیں اس مال سے کھلاتے رہو۔

﴿وَاكْسُوْهُمْ﴾: اور پہناتے بھی رہو(یعنی کپڑے)۔

﴿وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝﴾: اور کہو اُن سے معروف بات (بھلی اور اچھی بات)۔

اب اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے: ﴿اَمْوَالَكُمُ﴾: جو تمہارا مال ہے مت دو، ﴿السُّفَهَآءَ﴾: اس میں تین قسم کے لوگ ہیں جن کو منع کیا جارہا ہے وہ دو قسم کے مرد ہیں:

(۱) ایک تو گھر کے سربراہ، بیوی اور بچے جو گھر میں موجود ہیں اُن کو مال جو شخص دیتا ہے خرچ کرنے کے لیے اگر بیوقوف قسم کے بیوی اور بچے ہیں تو اُن کو اپنا مال مت دیں تاکہ وہ ضائع نہ کریں، اگر دینا ہے تو سوچ سمجھ کر صحیح طریقے سے دیں یہ نہیں کہ سارا مال۔

بعض لوگوں نے اپنے گھر کے اندر وزیر خزانہ جو ہے یا فنانس منسٹر (Finance Minister) اپنی بیوی کو بنایا ہوا ہے اور وہ مرضی سے کھلے خرچ کرتی ہے 10 تاریخ کے بعد یا 15 تاریخ کے بعد وہ ادھار لے رہا ہوتا ہے دوسروں سے، نہیں!

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ﴾: اگر بیوی جو ہے کم عقل ہے بیوقوف ہے کیسے پتہ چلتا ہے؟ فضول خرچ ہے، فضول خرچی میں پیسے ضائع!

چھوٹے بچے ہیں وہ بھی کیونکہ بیوقوف ہیں فضول خرچی اُن سے ہو جاتی ہے تو یہ مال تمہارا ہے تم ذمہ دار ہو تم جوابدہ ہو تو اُن کو اپنا مال مت دو؛ یہ پہلی قسم کے ہیں۔

(۲) دوسری قسم کے لوگ جن کے ماتحت کوئی یتیم ہے، جن کے ماتحت کوئی ایسے لوگ ہیں جن کے مال کے وہ ذمہ دار ہیں مال اپنا نہیں ہے اُس کا، اب یتیم کا رکھوالا گارڈین (Guardian) جو ہے (جو ولی ہے یتیم کا) اب وہ ذمہ دار ہے۔

مال کس کا ہے؟ مال تو یتیم کا ہے۔

اگر وہ بیوقوف ہے نا سمجھ ہے یتیم ہے یا کوئی بچہ ہے مثال کے طور پر اور بچے کا یہ گارڈین (Guardian) ہے رکھوالا ہے، یا کوئی پاگل ہے مثال کے طور پر اور پاگل کی ذمہ داری اُس کی ہے پرورش کی اِس شخص کی ہے جو اس کا ولی ہے تو کیا وہ اُن کو مال دے گا؟ وہ ضائع کر دیں گے تو اِن کو بھی مال نہیں دینا۔

اچھا اب ﴿اَمْوَالَكُمُ﴾ لفظ کہاں سے آگیا ہے یہ تو "أموالهم" اُن کا اُموال ہے؟

یہ دیکھیں انداز بیان کتنا خوبصورت ہے کہ جب وہ نا سمجھ ہیں تو اُن کے مال کی ذمہ داری آپ کی ہے تو آپ کا مال سمجھا جائے گا اور اس میں کوتاہی ہوگی تو آپ سے لیا جائے گا، جیسا کہ تمہارا مال ہے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہو تم نے اُن کے مال کی ویسے ہی حفاظت کرنی ہے جیسا کہ تمہارا اپنا مال ہو۔

تو لفظ تبدیل نہیں ہوا سبحان اللہ۔ ﴿اَمْوَالَكُمُ﴾ لفظ ہے جبکہ معنی سب کے لیے ہے۔

بیوی بچوں کو سمجھ آتی نہیں ہے میرا اپنا مال ہے نا بیوی بچوں کے لیے اب جو میرے بیوی بچے نہیں ہیں جن کی میں نے ذمہ داری اُٹھائی ہوئی ہے پرورش کی وہ یتیم ہے یا بچہ ہے یا وہ پاگل ہے اُن کا مال میرا کیسے مال ہوا؟ کب میرا مال ہوگا؟ کیونکہ ذمہ دار میں ہوں اگر ایسی صورت میں اُن کو مال دے دیا انہوں نے ضائع کر دیا تو جوابدہ میں ہوں گویا کہ اُن کے مال کی حفاظت ویسے کرنی ہے جیسا کہ میں نے اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوں (واضح ہے؟)۔

اچھا مال کی اتنی کیوں بڑی بات ہو رہی ہے مال تو مال ہی ہے؟

﴿الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا﴾: کوئی عام بات نہیں ہے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا قانون اور نظام ہے اُس نظام کے ماتحت پیسہ جو ہے وہ جیسے کہتے ہیں ناریڑھ کی ہڈی دنیا کی دنیا میں رہن سہن کے لیے تو اس کی ضرورت پڑ جاتی ہے، اور اس پیسے کی حفاظت بھی کرنی ہے کیونکہ دین جو ہے وہ پانچ چیزوں کی حفاظت کے لیے آیا ہے (دین اسلام جو ہے) کون سی پانچ چیزیں ہیں:

(۱) حفظ الدین (۲) حفظ النفس (۳) حفظ المال (۴) حفظ العرض (۵) اور العقل۔

ان پانچ چیزوں کی حفاظت کے لیے تو مال بھی اس میں شامل ہے کیونکہ ضروریات الخمس ان کو کہتے ہیں یہ پانچ ضروریات ہیں جو انسان کی زندگی میں لازمی ہوتی ہیں، تو مال کی حفاظت اس لیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اسے قیم بنایا ہے قیام کے لیے اور سہارا اور گزران کا ذریعہ ہے۔ اور جب منع کر دیتے ہو تو غصہ تو آتا ہے نا؟!

اب بیوی کو منع کر دیتے ہو زیادہ اُن کو خرچ نہیں ہوتے ہو ناجائز فضول خرچی کے لیے ناراض نہیں ہوتی؟!

بچے ناراض نہیں ہوتے کہ یہ کھلونا لے دو؟ ابھی پچھلے ہفتے لیا ہے چھوڑو ابھی نہیں بعد میں دیکھیں گے؛ رونا شروع ہو جاتا ہے ناراض ہو جاتا ہے!

ایک رنجش بھی پیدا ہو جاتی ہے اگر ایسا معاملہ ہو جائے اور غصہ آ جاتا ہے بعض اوقات خاوند کو گھر والے کو سربراہ کو غصہ آ جاتا ہے نا باپ کو غصہ آ جاتا ہے تو اس غصے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے اُن کا نان نفقہ روک دینا ہے۔

کیا کرنا ہے؟ ﴿وَّارْزُقُوْهُمْ﴾: اُن کا نان نفقہ باقی رہتا ہے، کھلاتے رہو پلاتے ہو۔

﴿وَاكْسُوْهُمْ﴾: کپڑے بھی دیتے رہو۔

اگر وہ لوگ ناجائز ڈیمانڈ کرتے ہیں فضول خرچی کی اُدھر سے تو منع کر دیا ہے کہ پیسہ اُن کو نہیں دینا پیسہ تمہارا ہے تم تو خرچ کرو کنجوسی نہیں کرنی، یہاں پر بدلہ نہیں لینا کہ کیونکہ تم لوگ زیادہ ڈیمانڈ کرتے ہو تو میں تمہیں محروم کر دیتا ہوں، نہیں! محروم نہیں کر سکتے! ﴿وَّارْزُقُوْهُمْ ۔ وَاكْسُوْهُمْ﴾۔

جھگڑا ہو گیا ناراضگی ہو گئی تو کرنا کیا ہے؟ ﴿وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾: دیکھیں نا حسن اخلاق کا سبق ہے۔

گھر کے اندر اگر اچھا ماحول نہیں ہے اچھے الفاظ نہیں ہیں، دیکھیں اچھا ماحول اچھے الفاظوں سے ہوتا ہے انسان لازمی نہیں ہے کہ ہمیشہ مسکراتا یا ہنستا رہے کچھ لوگ سنجیدہ ہوتے ہیں نا اُن کو ہنسی مذاق اچھا نہیں لگتا (بہر حال جبکہ Smile اچھی ہے صحت کے لیے) کچھ لوگوں کی طبیعت ایسی ہوتی ہے لیکن اچھے الفاظ تو کہہ سکتے ہو نا بھئی! تو قول معروف اچھے ماحول کی ایک بنیاد ہے۔

غلطی ہو گئی بیوی سے یا بچوں سے غلطی ہو گئی، آپ کے ماتحت جن کی آپ پرورش کرتے ہیں اُن میں سے کسی سے غلطی ہو گئی تو غلطی کا جواب غلطی سے نہیں ہوتا سختی کا جواب سختی سے نہیں ہوتا، قول معروف اس لیے ہے تاکہ آپ اپنے آپ کو اُن کے شر سے بچا لیں اور وہ بھی آپ کے شر سے بچ جائیں۔

جو آپ نے سختی کی ہے آپ کی سختی کیا بے جا ہے یا صحیح سختی ہے؟ سختی صحیح ہے یہاں پر ورنہ ہر فضولیات میں اُن کو دیتے رہیں تو یہ اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے کیونکہ ذمہ دار آپ ہیں آپ سے سوال ہو گا قیامت کے دن۔

تو آپ نے وہ تو نہیں کیا لیکن جب رنجش ہے ناچاقی ہے اور تھوڑا کینہ بھی ہو جاتا ہے تو اس سے ماحول کو بہتر کرنے کے لیے کرنا کیا ہے؟ اگر سختی کے الفاظ آجاتے کیونکہ معاملہ سخت ہے الفاظ سختی کے ہیں جھگڑا ہو گا کہ نہیں؟ جھگڑا ہو گا۔

اُس وقت کیا ہوتا ہے جھگڑے کا کوئی خاتمہ اچھا ہوتا ہے کیا؟ تو جھگڑے سے بچنے کے لیے مزید ناچاقی سے بچنے کے لیے کرنا کیا ہے؟ ﴿قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا﴾۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى﴾ (النساء:6)۔

اب جیسے میں نے کہا ہے کہ اس میں دو قسم کے لوگ ہیں ﴿السُّفَهَآءَ﴾ جیسے گزرا ہے جو یتیم ہے یا کوئی چھوٹا بچہ ہے یا پاگل ہے آپ اُن کو "حجر" روک دیتے ہو اُن کے خرچ کرنے سے جبکہ مال اُن کا ہے آپ اس کو شرعاً روک سکتے ہیں کہ اپنا مال خرچ نہیں کر سکتے میں تمہارے اوپر خرچ کروں گا کیونکہ ذمہ داری میری ہے اب اگر منع تو کر دیا ہے اب دینا کب ہے اُن کو؟ کیسے دینا ہے کوئی طریقہ ہے دینے کا؟ تفصیل دیکھیں ذرا بڑی پیاری تفصیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى﴾: اور آزماؤ یتیموں کو (یعنی جو تمہارے ماتحت ہیں اور جن کا مال آپ کے پاس ہے آپ کی ذمہ داری ہے اور نان نفقے کا بھی آپ نے ذمہ اُٹھایا ہوا ہے: ﴿وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى﴾)۔

﴿حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾: یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر تک پہنچ جائیں (یعنی بالغ ہو گئے؟ بالغ ہو گئے)۔

﴿فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا﴾: پھر اگر تم پاؤ اُن میں حسن تدبیر اور صلاحیت۔

اور رُشد میں دو چیزیں ہیں: (۱) دیندار ہونا۔ (۲) اور حسن تدبیر کرنے والا، سمجھداری۔

دین کی سمجھ بھی ہے اُس کو پتہ ہے حلال حرام کیا ہے اور فضول خرچی کیا ہوتی ہے نہیں ہوتی کیسے بچنا ہے اس کا پتہ ہے، تقویٰ متقی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے یہ اُس میں سمجھ آگئی ہے،اور دوسرا ہے کہ اُس کو یہ بھی پتہ ہے کہ خرچ کیسے کیا جاتا ہے "حسن تدبیر"۔

﴿ فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ﴾: تواُن کے مال اُن کے حوالے کردو(اب "أموالكم" نہیں ہے کہ کس کا مال ہے،﴿اَمۡوَالَهُمۡ ﴾اُن کا مال اُن کو واپس کردو)۔

تھوڑی دیر پہلے تو﴿اَمۡوَالَكُمُ ﴾ (النساء:5) میں شمار تھا،کیونکہ پتہ ہے کہ آپ کا مال ہے ہی نہیں ذمہ داری آپ کی ہے آپ نے حفاظت ایسے کرنی ہے؛﴿فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ﴾:اب اُن کا مال اُن کو واپس کرو۔

﴿وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا﴾:اوراُن کا مال نہ کھاؤ ضرورت سے زیادہ(﴿اِسۡرَافًا﴾ضرورت سے زیادہ،﴿وَّبِدَارًا﴾اور جلدی)۔

﴿اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا﴾:اس خیال سے کہ وہ بڑے ہو جائیں۔

یعنی بعض لوگ کیا کرتے تھے؟ کہ جلدی مال خرچ کردوان کا بڑے ہو جائیں گے ان کو دینا پڑے گا۔

تواُن کے بڑے ہونے سے پہلے مال کو جلدی ضائع نہ کرواس کو خرچ نہیں کرواُن کے مال کو رکھو تاکہ جب بڑے ہو جائیں تواُن کا مال محفوظ ہو اور اُن کو اُن کا مال واپس دیا جائے؛تو دو طریقوں سے مال کو ضائع کیا جاتا تھا:

(۱) ایک طریقہ کیا ہے؟اسراف کہ بغیر ضرورت کے چیزیں خریدنی ہیں،مال تو ہے نہیں مال تواُن کا ہے نااب جائز ناجائز جو بھی ہے اُن کو دینا ہے خرچ بھی کرنا ہے۔

(۲) دوسرا کیا ہے؟اسراف تو نہیں ہے ہے میانہ روی لیکن اُن کی عمر بلوغ سے پہلے دینے سے پہلے مال ہی باقی نہیں بچازیادہ خرچ ہو گیااس لیے جلدی جلدی اُس کو خرچ کردیا ہے تواس سے بھی بچنا ہے۔

یعنی مال کی حفاظت کا طریقہ بتایا جارہا ہے کہ اُن کے مال کی حفاظت کیسے کرنی ہے۔

﴿وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ﴾: تم میں سے جو غنی ہے جو مالدار ہے تو وہ یتیم کے مال سے بچتا رہے ہاتھ نہ لگائے۔

کیونکہ جنہوں نے یتیم کی پرورش کی ذمہ داری لی ہے جو ولی ہیں وہ دو قسم کے ہیں یا امیر ہو گا، یا فقیر ہو گا محتاج ہو گا؛اگر امیر اور غنی ہے اُس کو ضرورت تو نہیں ہے اُس کے پاس اپنا پیسہ ہے تو اُس پر حرام ہے کہ یتیم کے مال سے کوئی چیز لے:﴿فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ ﴾: چھوڑ دے،ہٹ جائے دو ہو جائے،اُس سے بچ جائے۔

﴿وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ﴾:اوراگر فقیر ہے حاجت مند ہے تو معروف کے ساتھ کھائے(دیکھیں معروف کا لفظ ہے کہ بھلے طریقے سے کھائے جو اُس کی ضرورت ہے اُس کے مطابق کھائے)۔

یعنی جو پرورش کرنے والے ہیں اُس کی مثل اگر وہ کوئی تنخواہ لیتے ہیں تو اُس کے مطابق ہو اُس سے زیادہ نہ ہو یہ نہیں کہ مال یتیم کا ہے میں نے پرورش کرنی ہے میں نے بھی تو گزارا کرنا ہے میرے پاس بھی نہیں ہے تو یتیم کے مال کا استعمال اس شرط کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ فقیر ہو حاجت

مند ہو ضائع بھی نہ کرے اور معروف کے ساتھ، عرف میں اُس گھرانے میں جتنا خرچہ ہوتا ہے اُس جگہ پر جہاں پر وہ رہتا ہے اُس کے مطابق اسے عرف کہتے ہیں (بھلائی اور عرف جو موجود ہے)۔

یہ نہیں کہ آپ رہتے گاؤں میں ہیں اور آپ نے یتیم کے مال سے اے سی لگا لیا فرج لے لیا گھر میں آپ نے پورا وہ خرچ کر دیا ہے اور کہتے ہیں اس لیے کہ وہ بیچارا ابھی تو میرے ساتھ رہتا ہے نا۔

بھئی آپ کے پورے محلے میں کسی کے پاس اے سی ہے؟ کسی کے پاس فرج ہے؟ اس پورے محلے میں جہاں آپ رہتے ہیں رہن سہن میں آپ کے اس طریقے سے کوئی چیزیں ہیں؟ اسے کہتے ہیں **"المعروف: ما تعارف عليها"**: عرف، جہاں پر شریعت کسی چیز کی حد نہ لگائے تو عرف کی طرف لوٹا جاتا ہے اور عرف جو ہے جس طریقے سے رہن سہن ہے وہاں پر۔

جدّہ میں دیکھیں یہاں پر اے سی بھی ہیں یہاں پر گاڑی بھی ہے یہاں پر یہ ساری چیزیں ہیں، تو عرف جگہ اور وقت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ الغرض یہ ہے کہ اگر حاجت مند ہے تو معروف کے ساتھ اُس یتیم کے مال میں سے وہ کھا سکتا ہے۔

﴿فَإِذَا دَفَعۡتُمۡ إِلَيۡهِمۡ أَمۡوَٰلَهُمۡ﴾: پھر جب اُن کے مال اُن کے حوالے کر دو۔

﴿فَأَشۡهِدُواْ عَلَيۡهِمۡۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبٗا ٦﴾: تو اُن پر گواہ کر لو، اور اللہ تعالیٰ کافی ہے حساب لینے والا۔

جب مال اُن کو واپس دے رہے ہیں اب اُن پر گواہ بھی ہونے چاہیئں، بعض علماء کہتے ہیں کہ گواہ یہاں پر واجب ہیں (گواہی واجب ہے یہاں پر)۔

اور اللہ تعالیٰ کافی ہے حساب لینے والا کیونکہ اگر کسی نے کوئی دھوکے سے کام لیا ہے اُس کو کم دیا ہے یا پیسہ ضائع کیا ہے، یا غلط طریقے سے اُسے استعمال کیا ہے، یا جو دینا تھا وہ نہیں دیا ہے، یا دوسری طرف جو یتیم ہے لے کر بھی انکار کر دیا ہے یا کہا کہ مجھے تھوڑا دیا ہے یا مجھ پر ظلم کیا ہے (دونوں طرف) یہ نہ بھولیں کہ اللہ تعالیٰ حساب لینے والا ہے۔

اور یاد رکھیں جو اہم بات ہے کہ اس میں گواہی کا لفظ کیوں آیا ہے آخر میں؟

ابھی تک گھر میں تھا اُس کی پرورش کی ہے بیٹوں کی طرح رکھا ہے اُس کے اوپر خرچ بھی کیا ہے کچھ اپنے پیسے میں سے کچھ اُس کے پیسے میں سے معروف کے ساتھ بھلائی کے ساتھ یہ ساری چیزیں تو گواہ کیوں ہے؟

دیکھیں اکثر اوقات کیا ہوتا ہے؟ اکثر اوقات انکار کر دیتے ہیں کہ بھئی میں چھوٹا بچہ تھا اس نے میرے مال کو جو ہے ناضائع کیا ہے اور مجھے میرا حق پورا نہیں دیا، میرے والد صاحب نے دو لاکھ ریال چھوڑے تھے اس نے مجھے صرف ایک لاکھ دیا ہے ایک لاکھ کھا گیا ہے دس سال ہو گئے ہیں۔

اُس نے حساب سامنے رکھ دیا ہے کہ دیکھیں یہ اس کا پڑھائی کا خرچ ہے کھانے پینے کا؛ یہ پورا خرچ سامنے رکھ دیا ہے ایک لاکھ بیس ہزار بنتا تھا بیس ہزار اُس نے اپنی جیب سے دیئے ہوئے تھے ظلم ہوا؟ نہیں ہوا۔

اُس نے کیوں کہا ایسے؟ کیونکہ بچپن سے اُسے منع کرتا تھا کہ تم نے یہ چیز نہیں لینی وہ چیز ا بھی منع کیا ہے نا ﴿السُّفَهَآءَ﴾ پیسہ مت دو؛ جب انکار کرتا ہے دل میں کینہ تو تھا غصہ تھا نا تو اس غصے کو وہ کیسے نکالے گا؟! اُس کے پاس اور کیا حربہ ہے اس کے علاوہ کہ وہ انکار کر دے یا اُس پر کوئی تہمت لگائے کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے؟!

تو اس سے بچنے کے لیے دیکھیں سبحان اللہ اب جب گواہ ہو گا کہ اس نے پورا پیسہ دے دیا ہے اب گواہ ہونے کے بعد وہ انکار کر سکتا ہے؟ اگر انکار کرے گا تو پھر گواہ ہوں گے کہ نہیں؟ تو اس لیے گواہوں کی بات بھی آئی ہے۔

تو مکمل پروٹیکشن (Protection) ہے دونوں طرف سبحان اللہ کہ دونوں فریقین میں سے ایک طرف کوئی اگر کسی نے ظلم یا زیادتی کی ہے تو اس کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ اب گواہ بھی ہیں، پیسہ تو میں پورا لے لیا ہے اس کے گواہ بھی موجود ہیں بات ختم ہو گئی ہے۔

﴿فَاَشۡهِدُوۡا﴾: فعل اُمر ہے یہ واجب ہے، ﴿فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ﴾ (ان کے اوپر)؛ "**عليكم أنتم**" نہیں۔

"**عليكم**" فعل اُمر تب ہوتا ہے اگر عَلَی کا لفظ فعل اُمر نہ ہو "**عليكم**" تو الگ ہے فرض، لیکن ﴿عَلَيۡهِمۡ﴾ (ان کے اوپر، گواہی اُن کے اوپر تم نے کرنی ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ﴾ (مردوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو ماں باپ نے اور قرابت داروں نے چھوڑا)۔

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ‌ؕ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝﴾ (النساء:7)

ایک اور پیغام جس نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے اُس زمانے میں!

ابھی تھوڑی دیر پہلے بات ہو رہی تھی بیوی کی کہ آپ نے اُس کو مہر دینا ہے حق دینا ہے اب ایک اور مسئلہ جو تھا کہ مال وراثت سے عورتوں کو منع کیا جاتا تھا محروم کیا جاتا تھا بلکہ اُس کو خود مال و متاع سمجھا جاتا تھا، اب پیغام دیکھیں:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ﴾: مردوں کا حصہ اور حق ہے (نصیب ہے)۔

کس چیز میں؟ ﴿مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ﴾: جو چھوڑا ہے والدین اور قرابت دار رشتے داروں نے۔

یہ سمجھ میں آتا ہے نا یہ تو تھا اُس معاشرے میں یہ کون سی نئی بات ہے یہ تو ٹھیک ہے لیکن ابتداء کا اصل پیغام یہ نہیں ہے، جیسا کہ مردوں کا حق ہے اس میں اگلا پیغام بڑا اُن لوگوں کے لیے خطرناک ہے جو عورتوں کو محروم کرتے تھے وراثت سے۔

﴿وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ﴾: دیکھیں جملہ وہی ہے ریپیٹ (Repeat) ہوا ہے صرف آپ رجال کو نکال دیں نساء رکھ دیں الفاظ وہی ہیں دیکھیں:

﴿وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ﴾: اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اور حق ہے (نصیب ہے)۔

کس چیز میں ؟ ﴿مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾: جو کچھ چھوڑا ہے یعنی مال وراثت میں والدین نے (ماں باپ نے) اور قرابت رشتے داروں نے۔

اچھا زیادہ یا کم کس میں ؟ ٹھیک ہے زیادہ ہو گا تو دیں گے کم میں تو نہیں دیں گے نا؟ نہیں نہیں!

﴿مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ﴾: چاہے کم ہو یا زیادہ ہو دونوں میں سب کا حصہ ہے۔

اچھا ہو سکتا ہے کہ فرض نہ ہو؟ ﴿نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝﴾: باقی کوئی چیز رہی ہے کوئی خدشہ باقی رہا ہے؟! کوئی ڈاؤٹ (Doubt) باقی رہا ہے کہ ہو سکتا ہے بھئی نہ دینے کی کوئی گنجائش کہیں سے کوئی بات نکل آئے کہ اسے پھر سے محروم کر سکیں؟! تا قیامت محروم نہیں ہو سکتی وہ عورت ،تا قیامت عورت وراثت کے حق سے اُسے محروم کوئی کر نہیں سکتا!

﴿نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾: جیسے مردوں کا ہے نصیب مفروض ویسے عورت کا بھی نصیب مفروض ہے کمال ہے کہ نہیں؟!

دیکھیں تھوڑی دیر پہلے کیا بات ہو رہی تھی؟ کہ عورت خود مال ومتاع سمجھی جاتی تھی وہ خود مال وراثت میں تقسیم ہوا کرتی تھی کہ یہ تمہاری ہے چلو تم اس عورت کو لے لو تمہارے حصے میں ہے یہ بانٹتے تھے جیسا کہ مال کو بانٹتے ہیں؛ اب نہیں ہے! جیسا کہ مردوں کا حق ہے مال وراثت میں ،الفاظ دیکھیں ریپیٹ (Repeat) ہوئے ہیں: ﴿وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾؛ سبحان اللہ۔

زیادہ کم کی بات نہیں ہے کہ چھوڑو زیادہ تو دیں گے، نہیں! ﴿مِمَّا قَلَّ مِنْهُ﴾: قلیل کا پہلے ذکر ہوا ہے (پہلے کثیر کا ذکر ہوتا ہے نا، نہیں نہیں! پہلے قلیل کا)۔

اگر کم چھوڑا ہے ؟ یعنی کسی نے دو ہزار ریال چھوڑے ہیں اور کسی نے پچاس لاکھ چھوڑے ہیں تو چلو پچاس لاکھ والا تو دے دے نا؟ زیادہ ہیں اُس کے بیٹے بھی ہیں چلو عورتوں کو تھوڑا مل جائے گا، نہیں!

اب یہ دو ہزار ہیں بیچارے بیٹے کو دے دو نا مردوں کو دے دو اُن پر نان نفقہ فرض ہے عورتوں کو کیا دینا ہے؟! نہیں نہیں!

﴿مِمَّا قَلَّ مِنْهُ﴾: پہلے ﴿قَلَّ﴾ ہے اور ﴿كَثُرَ﴾ بعد میں ہے، جیسا کہ کثیر میں حق ہے ویسے قلیل میں بھی حق ہے۔

دیکھیں انداز بیان کتنا خوبصورت ہے! (سبحان اللہ)۔

﴿نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾: مفروض ہے۔

اس لیے کہ پتہ چلے فرق نہیں ہے۔

سوال: "للرّجال وللنّساء" ہو سکتا تھا نا؟

جواب: ہاں! اس لیے میں نے کہا ہے کہ اگر صرف "للرّجال وللنّساء" اور آگے ایک جملہ ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ بھئی دیکھیں یہاں پر مرد اور عورت کا ذکر ہے، جب ایک ایک لفظ وہی ہے صرف مردوں کو ہٹا کر صرف عورتوں کا لفظ ہے ﴿وَلِلنِّسَآءِ﴾ کا لفظ ہے اس لیے میں نے کہا ہے تاکہ پتہ چلے کہ نصیب مفروض ہے حق ہے جیسے مردوں کا حق ہے۔

اور کس میں؟ والدین اور قرابت داروں میں۔

کوئی کہہ سکتا تھا" کہ چلو مردوں کا تو ہے عورتوں کا دیکھا جائے گا پتہ نہیں والدین کے حق میں ہے یا قرابت داروں کے رشتے داروں کے حق میں ہے کہ نہیں ہے واضح نہیں ہے"؛ اب یہاں پر وضاحت کی کوئی عدم وضوح کی کوئی گنجائش ہے؟ ذرہ برابر بھی ہے؟ کوئی بھی نہیں ہے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! (سبحان اللہ)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ﴾ (النساء:8)

(اور جب حاضر ہوں مال وراثت کی تقسیم کے وقت ﴿أُولُوا الْقُرْبَىٰ﴾ رشتے دار)

﴿وَالْيَتَامَىٰ﴾: اور یتیم۔

﴿وَالْمَسَاكِينُ﴾: اور مسکین۔

﴿فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ﴾: تو اُس میں سے اُنہیں بھی کچھ دے دو۔

﴿وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ⑧﴾: اور اُن سے اچھی بات قول معروف کہو۔

کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پچھلی آیت میں مال وراثت کی بات ہوئی ہے اور دینا مردوں کو اور عورتوں کو بھی ہے اب تمہید آ کہ اس سے پہلے تفصیل آئے مال وراثت کی تقسیم کی (ابھی تفصیل آئے گی ان شاءاللہ) تو مال وراثت کی تقسیم کے وقت کچھ ایسے لوگ بھی ہیں معاشرے میں رہتے ہیں ہمارے رشتے دار بھی ہیں ہمارے قریب بھی رہتے ہیں جن کو پتہ ہوتا ہے کہ ابھی فلاں گھرانے میں مال وراثت تقسیم ہونے والا ہے تو اگر وہ حاضر ہو جائیں اُس وقت جب مال وراثت تقسیم ہو رہا ہو تب کیا کرنا ہے؟ گھر سے دھکے دے کر نکالنا ہے منع کر دینا ہے روک دینا ہے یا کوئی حربے استعمال کرنے تھے کہ گھر میں نہ آ سکیں؟ نہیں!

دیکھیں انداز بیان دیکھیں ذرا:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ﴾: اب حاضر ہو گئے ہیں ﴿الْقِسْمَةَ﴾ تقسیم والی وراثت کی۔

کون ہیں؟ ﴿أُولُوا الْقُرْبَىٰ﴾: رشتے دار ہیں، وہ رشتے دار ہیں جن کا مال وراثت میں کوئی حق نہیں ہے (کیا سب رشتے داروں کا حق ہوتا ہے؟ سب کا نہیں ہوتا ہے)۔

اچھا حاضر ہو گئے ہیں رشتے دار ہیں لازمی نہیں کہ مسکین ہوں، رشتے دار ہیں آپ کے مالدار ہیں ہیں رشتے دار: ﴿وَالْيَتَامَىٰ﴾: یتیم بھی آ کر بیٹھ گئے ہیں، ﴿وَالْمَسَاكِينُ﴾: کوئی مسکین بھی ہیں وہ بھی آ کر بیٹھ گئے۔

کیا کریں؟ ﴿فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ﴾: تو اُس میں سے ان کو بھی کچھ دو (﴿مِنْهُ﴾: مال وراثت سے تقسیم سے پہلے اُن کو بھی کچھ دے دو)۔

اور جھڑکنا نہیں ہے غصہ نہیں کرنا ہے کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں ہونی چاہیے؛ اگر آپ کوئی بھلا کرتے ہیں تو بھلا کرنے کا ایک انداز ہوتا ہے، آپ دے تو رہے ہیں لیکن ساتھ میں غصہ ہے چہرے پر، ناگواری چہرے پر، اور الفاظ ذرا سخت ہیں کہ کیا لوگ آجاتے ہیں پتہ نہیں کس نے بلایا ہے پتہ نہیں کہاں سے پتہ چلا ہے تو یہ قول معروف ہے؟!

قول معروف کیا ہے:

(۱) بھئی اس سے اچھا آپ کو دے سکتے تھے لیکن تھوڑا اس پر گزارا کر دیں معذرت کے ساتھ؛ وہ کہیں گے کہ کیا لوگ ہیں دے بھی رہے ہیں اور معذرت بھی کر رہے ہیں!

(۲) اس سے اچھا آپ کو دے سکتے تھے اس سے اچھا آپ حق رکھتے ہیں لیکن تھوڑا سا اور بھی ہیں تو اور بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں وہ ہم نے ذرا دیکھنی ہیں تو اس لیے اتنا ہو سکا تو اتنا آپ کو دے رہے ہیں۔

(۳) یا اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔

اگر کچھ بھی نہیں ہے آپ کے پاس کچھ بچا نہیں ہے تو اچھی بات تو کر سکتے ہیں اچھی بات میں کیا ہے؟! آپ کا جاتا کیا ہے اگر دو لفظ آپ اچھے کہہ دیں؟! آپ دعا کر دیں بھئی اُن کے لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے آسانی کرے اللہ آپ کو خوش رکھے، اللہ آپ کی دنیا اور آخرت آسان کر دے؛ جاتا کیا ہے آپ کا؟! مال تو ویسے ہی آپ کو ملنے والا ہے تقسیم ویسے ہی وراثت کا مال ہو گا اب یہ جو لوگ آئے ہیں اُن کو آپ نے اگر خالی ہاتھ بھیجنا ہے سوچنے کی بات ہے برکت کیا ہو گی آپ کے مال میں آپ کو تو مفت مل رہا ہے نا وہ؟!

مال وراثت مفت میں ملتا ہے میرے بھائیو! آپ کی اس میں کیا محنت ہے؟! کیا آپ نے اس میں وقت لگایا ہے اپنی جان لگائی ہے؟! کسی اور کا خون پسینہ آپ کو مفت میں مل رہا ہے مفت کا مال بھی آپ کسی کو نہیں دینا چاہتے مسکینوں کو یا رشتے داروں کو؟! اگر رشتے دار کو دیتے ہو تو صلہ رحمی ہے کہ نہیں؟

اور صلہ رحمی کرنے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے تو نہیں چاہیے جنت آپ کو؟! بلکہ صلہ رحمی سے آپ کے رزق میں بھی برکت ہوتی ہے آپ کی عمر میں بھی برکت ہوتی ہے۔

تو عمر بھی آپ کی بابرکت ہے آپ کا رزق بھی بابرکت ہے آپ کے مال میں برکت ہے آپ کے بیوی بچوں میں برکت ہو جائے گی تو اس میں مسئلہ کیا ہے؟!

یتیم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اور "كَافِلُ الْيَتِيمِ" اس طریقے سے ہیں جنت میں ہوں گے (دونوں انگلیاں سامنے رکھی ہیں، دو انگلیاں کہ جو یتیم کی کفالت کرتا ہے اس کا ذمہ لیتا ہے اس کا خیال رکھتا ہے میں اور وہ جنت میں ایسے ہوں گے)۔

دیکھیں کتنا فرق ہے دونوں انگلیوں میں یہ انڈیکس (Index) اور مڈل فنگر (Middle finger) دیکھیں آپ کتنے کمال کی بات ہے؟!

یتیم کو آپ مفت کے مال سے منع کرنا چاہتے ہیں کیسے لوگ ہیں سوچنے کی بات ہے؟!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسان سے مزید آسان کر کے بتایا ہے کہ یہ تمہارے لیے آسان ہے تمہاری کوئی محنت نہیں ہے تمہیں کوئی مشقت نہیں ہے مفت کا مال تمہیں ملا ہے تم نے ان لوگوں کو دینا ہے صلہ رحمی کے لیے دینا ہے اور یہ معاشرے کے جو کمزور ترین لوگ ہیں یتیم ہیں اُن کو دینا ہے مسکین بھی ہیں بے چارے چاہے آپ کے رشتے دار ہوں یا نا ہوں اگر پہنچ گئے ہیں رشتے دار زیادہ حق رکھتے ہیں رشتے دار بھی ہیں اور مسکین بھی ہیں بیچارے! چاہے آپ کے رشتے دار وہوں یا نہ ہوں اب پہنچ گئے ہیں رشتے دار ہیں تو زیادہ حق رکھتے ہیں کہ رشتے دار ہیں پھر مسکین بھی ہیں تو صلہ رحمی بھی ہے اور اس میں آپ نے اس کی جو حاجت ہے اس کو بھی دور کیا ہے۔

تو یہ جو مال وراثت ہے جبکہ واجب حق نہیں ہے یہ دیکھیں حق مفروض لکھا ہے؟ نہیں ہے ﴿فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ﴾ کچھ اس میں سے دے دو۔

سوال: اس میں انہیریٹر (Inheritor) سے پرمیشن (Permission) لینی پڑتی ہے؟

جواب: نہیں نہیں! وہ سب موجود ہوتے ہیں نا، مال وراثت کی تقسیم کے وقت جو بڑا سربراہ ہوتا ہے ظاہر ہے سب کو پتہ ہوتا ہے کہ بھئی آئے ہیں، اور یہ خطاب سب کے لیے ہے، جو بھی وارث موجود ہیں ان سب کے لیے یہ خطاب ہے کہ اس مال میں سے بہتر ہے اگر ان کو دے دیا جائے؛ یہ مستحب ہے کوئی فرض نہیں ہے کہ ان کو دے دیا جائے۔

اور بعض علماء کہتے ہیں کیونکہ فعل اَمر ہے تو اُن پر واجب ہے کہ اس میں سے کچھ دے دیں۔

بعض نے کہا کہ مستحب ہے اگر مال بہت کم ہے کیونکہ کم پڑ جاتا ہے کیونکہ وصیت بھی ہے پھر دَین بھی ہے (جو قرض ہے وہ بھی دینا ہے) تو اُن کو بھی دے دیں تو باقی کچھ بچتا نہیں ہے۔

تو اس اعتبار سے اگر کچھ دے سکتے ہیں کیونکہ میں نے کہا ہے کہ آپ کی اس میں کوئی محنت نہیں ہے مشقت نہیں ہے تو دینا بہتر ہے۔

آخر میں اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو: ﴿وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا﴾: یہ ضروری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا﴾ (النساء:9)

(اور چاہیے کہ وہ لوگ ڈریں اگر وہ چھوڑ جائیں اپنے پیچھے ناتواں ضعیف اور کمزور ذرّیت (یعنی اولاد میں سے))

﴿خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ﴾: اُن کی فکر ہے اُن کے اوپر۔

﴿فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ﴾: بس اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔

﴿وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۝۹﴾: اور چاہیے کہ وہ اچھی اور سیدھی بات کریں۔

اب یہاں پر پیغام دیکھیں بڑا خوبصورت پیغام ہے:

یہ جو آپ کے سامنے مسکین بیٹھے ہیں یتیم بیٹھے ہیں جن کو آپ مال وراثت میں سے جو آپ کو مفت ملا ہے اس میں سے کچھ دینا نہیں چاہتے ہیں کہ اگر ان کی جگہ آپ کی اولاد آپ کے مرنے کے بعد ہوتی تو کیا ہوتا؟! اگر آپ یتیم بچے چھوڑ جاتے آپ کے پیچھے وہ بھی اس طریقے سے کسی جگہ پر پہنچے ہوتے تو آپ کا کیا حال ہوتا؟! اس لیے فرمایا کہ اُن کو چاہیے ڈریں اگر اپنے پیچھے ایسی کمزور ذرّیت چھوڑ دیں۔

کمزور ذرّیت کون ہے؟ یا تو مسکین یا یتیم چھوٹے ہیں۔

تو اُن کو ڈر ہو کہ اُن کا اس طریقے سے معاملہ نہ ہو پھر تم ایسا معاملہ مت کرو کہ تمہارے بعد تمہاری اولاد کے ساتھ ایسا ہو۔

﴿فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ﴾: بس اللہ تعالیٰ سے اُن کو ڈرنا چاہیے، ﴿وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾: اور اُن کو سیدھی بات کرنی چاہیے۔

یہ دو قسم کے لوگ ہیں:

(۱) ایک تو بندہ خود جو اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جاتا ہے تاکہ کوئی اور یعنی جو مال وراثت اُس نے کچھ چھوڑا ہے یا نہیں چھوڑا اگر وہ اُن کے رشتے دار اُن کے یتیم بچے ہیں جو کمزور مسکین اولاد میں سے کوئی ہے وہ اگر جاتے ہیں کسی کے پاس اور اُن کو مال وراثت تقسیم ہوتا ہے تو دوسرے کیسے اُن کے ساتھ نمٹیں گے اور کس طریقے سے مال وراثت میں سے کچھ دیں گے کہ نہیں تو آپ دیکھیں کہ آپ اُن کی جگہ ہوتے تو کیا ہوتا اگر آپ کی اولاد ہوتی؟!

(۲) دوسرے جو وصی ہیں آپ نے کسی کو وصیت کی ہے وہ اُس میں کوتاہی نہ کریں (وصیت میں)۔

بعض اوقات بچے چھوٹے ہوتے ہیں تو آپ کسی کو وصی بنا دیتے ہیں وصیت کرتے ہیں کہ فلاں شخص جو ہے ذمہ دار ہو گا اور یہ وراثت کی تقسیم کرے گا میرے بچوں میں، یا بعض لوگ جو ہیں وہ لائر (Lawyer) رکھ دیتے ہیں اپنا جو وکیل ہیں اس کو کر دیتے ہیں جو بڑے لوگ ہوتے ہیں اس اعتبار سے، تو اس میں اُس کو دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ ہیرا پھیری کرے گا تو اس کی اپنی اولاد بھی ہے پیچھے تو اس کو یہ ڈر ہونا چاہئے کہ جیسا اُس نے کرنا ہے ویسا ہی اُس کے ساتھ بھی ہونا ہے پھر۔

تو اس لیے دونوں اعتبارات سے اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اسے سیدھی اور اچھی بات کرنی چاہیے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا﴾ (النساء:10)

(بے شک جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں)

﴿اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰﴾: اور کچھ نہیں بس وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں، اور عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے (نعوذ باللہ)۔

اب یہ پیغام ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے، یتیموں کی ذمہ داری لی ہے پرورش کی اور اُن کی دیکھ بھال کی، یتیموں کا مال اُن کے پاس ہے رکھوالی اور ذمہ داری اُن کی ہے۔

اگر یتیم کا مال کسی نے کھایا ہے ناجائز طریقے سے، اور میں نے ایک معروف کے ساتھ تو پہلے بتایا ہے کہ کیسے کس طریقے سے لینا ہے اگر وہ حاجت مند ہے مسکین ہے تو معروف کے ساتھ وہ لے سکتا ہے، اگر امیر غنی ہے تو ﴿فَلْيَسْتَعْفِفْ﴾ ہاتھ نہ لگائے لیکن اگر کسی نے کسی یتیم کا مال کھایا ہے اور ظلم کیا ہے، اُس کا حق نہیں ہے یا حق سے زیادہ لیا ہے یا اُس کے مال کو ضائع کیا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹوں کو آگ سے بھر رہے ہیں!

دنیا میں جس نے یتیم کا مال کھایا ہے اچھی طرح سن لے کہ دنیا میں اپنے پیٹوں میں وہ آگ بھر رہے ہیں! یعنی اُن کی زندگی میں اُن کی صحت عافیت اُن کے رہن سہن میں کوئی برکت نہیں ہوگی تنگی رہے گی، محتاجی رہے گی، تکلیف رہے گی کوئی برکت نہیں ہوگی دنیا اُن کے لیے تنگ ہوگی۔

اور کچھ لوگوں کو کچھ بھی نہیں ہوتا، کشادہ زندگی ہے ظلم کرتے رہتے ہیں یتیموں پر اور اُن کے علاوہ بھی تو یہ ایسے لوگ ہیں (نعوذ باللہ) جن کو اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں موت دے گا ظلم کی حالت میں پھر اللہ تعالیٰ بدلہ پورا قیامت کے دن اُس سے لے گا!

تو جو ظلم کرتے ہیں یتیموں پر ناجائز مال کھاتے ہیں اُن کے لیے یہ پیغام ہے کہ وہ اپنے پیٹوں کو آگ سے بھر رہے ہیں (یہ دنیا میں ہے) اور عنقریب مرنے کے بعد قیامت کے دن جو ہے ﴿وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ وہ سعیر یعنی دوزخ، جہنم میں (نعوذ باللہ) داخل ہوں گے!

اگلے درس میں ان شاءاللہ جو وراثت کی تقسیم کی تفصیل ہے وہ بیان کریں گے آج کے درس میں اتنا کافی ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 02-004: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات: 4-10) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio